کیا ہم فوج کو بھی پی آئی اے یا ریلوے بنانا چاہتے ہیں؟

تحریر: سہیل احمد لون

کہتے ہیں کہ کسی بھی ملک میں کفر کا نظام تو چل سکتا ہے مگر نا انصافی کا نہیں۔ اگر آج دیکھا جائے تو جن ممالک میں قانون و انصاف کی بالا دستی ہے وہاں امن و امان کی صورت حال بھی تسلی بخش ہے اور ترقی کا معیار بھی اعلی ہے۔ وطن عزیز میں قانون نام کی چیز تو موجود ہے جو صرف غریب پر آزمانے کے لیے ہے جبکہ انصاف نام کی چیز صرف پیسے والے ہی خرید سکتے ہیں۔ پولیس گردی سے ڈرتا کوئی شریف، غریب اور عزت دار شخص رپورٹ درج کروانے تھانے جانے سے ایسے گھبراتا ہے جیسے محلے کا پارسا ترین آدمی سر عام کسی طوائف کے کوٹھے پر جاتے ہوئے۔ پہلے تو پولیس کسی بڑے مگر مچھ پر ہاتھ نہیں ڈالتی، اگر مجبوراً پکڑ ہی لے تو معاملہ مک مکا کر کے رفع کر لیا جاتا ہے۔ اگر شدید مجبوری میں معاملہ عدالت تک چلا جائے تو وکیل کرنے سے زیادہ توجہ جج کرنے پر ہوتی ہے جس کا نتیجہ باعزت رہائی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اگر پولیس اور عدلیہ سے بھی معاملہ آگے نکل جائے تو سزا ہونے کے بعد جیلوں سے ایسے ہی نکال لیے جاتے ہیں جیسے پاکستان سے خوشحالی، اور پھر ان کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کرتا۔ پولیس، عدلیہ سے عوام کو بہتری کی کوئی امید نہیں رہی۔ انگریزوں کی مہربانی تھی کہ پاکستان میں ریل کا نظام دے گئے۔ ایشیاء کی سب سے بڑے ریلوے ورکشاپ مغلپورہ لاہور میں بنا کر چلے گئے۔ ریلوے، جو پاکستان کا سب سے بڑا قومی ادارہ ہوا کرتا تھا جس کے اپنے ہسپتال، اراضی، سکول، ٹرانسپورٹ، رہائشی سکیم، فلیٹس، مکان، بنگلے، وغیرہ سب کچھ تھا۔ مگر آج وطن عزیز میں ریلوے تو ہے مگر ریل نہیں، ریل کو کھا کر ڈکار بھی نہ لینے والے اب دولت کی ریل پیل میں ہیں۔ پاکستان سٹیل ملز، اپنے نام کی طرح بڑی اور فولاد کی طرح مضبوط نظر آتی تھی مگر اب محلے کے بابو لوہار کی بھٹی بھی اس سے زیادہ خوش حال دکھائی دیتی ہے۔ او۔ جی۔ ڈی۔ سی۔ ایل۔ کو بھی کرپشن مافیا نے جام پدر سمجھ کر پی لیا۔ اب تو یہ خالی بوتل ہے جس پر اب بھی کئی ساقی اپنا قبضہ جمائے بیٹھے ہیں۔ واپڈا، جسے ریلوے کی طرح ملک کا بڑا قومی ادارہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے، اس پر بھی منحوسیت کے سائے کب کے منڈلا رہے ہیں۔ ظاہر ہے جب بجلی ہی نہ ہوگی تو ادارے کا کیا حال ہوگا۔

قومی ایئرلائن پی۔ آئی۔ اے جسے کسی زمانے میں دنیا کی پانچ بہترین ایئرلائنز میں شمار کیا جاتا تھا، جس کی معاونت سے کئی ایئرلائنز لانچ ہوئیں۔ آج وہ ایئرلائنز دنیا کی بہترین ایئرلائنز بن چکی ہیں جبکہ قومی ایئرلائن کا حال یہ ہے کہ اس سے بہتر ''وڑائچ طیارہ'' شام کو کمائی کر کے دے رہا ہے۔ سوئی ناردرن گیس کا محکمہ بھی اپنی آخری ہچکیاں لے رہا ہے۔ کرکٹ کی شیدائی قوم کا ادارہ پی۔ سی۔ بی جس کے پاس بہت پیسہ تھا، جب سے بین الاقوامی کرکٹ نے پاکستان سے منہ موڑا ہے اس کا حلیہ بھی بگڑتا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ادارے کا سربراہ تسلسل سے سیاسی بنیادوں پر لگایا جاتا ہے۔ ظاہر ہے سیاست اگر کھیل اور اس کے ادارے میں آ جائے گی تو کرکٹ میچ کم اور سیاسی میچ زیادہ ہونگے۔ بس کچھ دیر بعد پی۔ سی۔ بی بھی ریلوے کی طرح خسارے کا جھنڈا ہاتھ میں لہراتا نظر آئے گا۔ فلم انڈسٹری کا یہ عالم ہے کہ وہ ہیرو جو کبھی ٹی وی پر انٹرویو دینا اپنی توہین سمجھتے تھے آج دال روٹی کمانے کے لیے چھوٹی سکرین پر چھوٹے موٹے رول کرتے نظر

آ رہے ہیں۔ جتنی فلمیں عید پر صرف پشتو زبان میں ریلیز ہوتی تھیں آج تمام زبانوں میں پورے سال میں ریلیز ہوتی ہیں۔ ہا کی، اسکوائش میں عالمی حکمرانی اب تاریخ کا اسی طرح حصہ بن چکی ہے جیسے کبھی مسلمانوں نے دنیا میں حکومت کی تاریخ۔ گورے ہمیں جانے سے پہلے بہترین نہری نظام اور پرائمری سکول کا نظام دے کر گئے، جس کا ہم نے بھرپور انداز میں ستیاناس کر دیا ہے۔ تعلیم کا محکمہ تو بچپن سے سیدھا بڑھاپے میں چلا گیا بیچارے نے جوانی دیکھی ہی نہیں۔ اس کے علاوہ ایکسائز و ٹیکس کے محکمے کا نام لیتے ہی کرپشن کا خاکہ ذہن میں بننا شروع ہو جاتا ہے۔ ڈاک کے محکمے کا حال سڑکوں اور گلیوں میں نصب لیٹر بکس بیان کر رہے ہیں جن میں کچرا اور چڑیوں نے گھونسلے بنا رکھے ہیں۔ محکمہ اوقاف بھی ایسے ایسے کمالات دکھا چکا ہے کہ اس پر بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ جمہوریت کے نام پر سیاسی دکان چمکانے والے سیاست دانوں سے تو ہم سب واقف ہیں۔ پارلیمنٹ کا وجود تو ہے مگر جمہور کو اس میں جمہوریت نظر نہیں آتی۔

قیام پاکستان سے تادم تحریر اگر کوئی ادارہ ہے جس نے نہ صرف اپنا وقار ملک وقوم کے سامنے قائم رکھا ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اپنی اہمیت، وقار اور پیشہ وارانہ مہارت میں نام پیدا ہی نہیں کیا اسے تا حال برقرار بھی رکھا ہے۔ اس ادارے کا نام 'پاک فوج' ہے۔ یہ واحد ادارہ ہے جس کا معیار میرٹ ہے جہاں ایک عام غریب آدمی بھی بغیر سفارش اور رشوت کے اپنی فٹنس اور قابلیت کی بنا پر سلیکٹ ہو سکتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اعلیٰ فوجی آفیسرز کے بچوں کو آسانی سے جوائن کرنے کا موقع مل جاتا ہو کیونکہ انہوں نے اسی ماحول میں آنکھ کھولی ہوتی ہے اور اسی اداروں کے سکولوں میں ابتدائی تعلیم حاصل کی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کو سلیکشن کے مراحل سے قبل خاص تربیتی مراحل سے بھی گزار دیا جاتا ہے جو کوئی برائی نہیں۔ افواج پاکستان کا اپنا ایک نظام ہے، جس میں انکے اپنے ہسپتال، ڈاکٹرز، سکول کالجز اور اساتذہ، ٹرانسپورٹ اور اسکی دیکھ بال کرنے والے پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والا سٹاف، ہاؤسنگ سکیم، انجینئرز، سرچ اور ریسرچ کے میکانزم، غرضیکہ ہر قسم کے پیشہ ورانہ صلاحیت کے مالک ان کے پاس موجود ہیں۔ ان کے تعلیمی نظام اور نصاب کا معیار بہت اعلیٰ ہے۔ سب سے اہم بات کہ زمانے کی بدلتی ضروریات کے ساتھ وہ فوری طور پر اپنے آپ کو ہم آہنگ کرتے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ اپنے اپنے آپ فوری ایڈجسٹ کرتے ہیں، اس مقصد کے لیے اندرون ملک اور بیرون ممالک میں مختلف کورسز بھی کرتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ فزیکلی فٹنس کے لیے بھی پی ٹی، پریڈ زندگی کا معمول ہوتی ہے۔ اس وقت بھی پاک فوج کو دنیا کی بہترین افواج میں شامل کیا جاتا ہے، پاک فضائیہ کے پائلٹس دنیا کے بہترین ہوا باز ہیں جس کا ثبوت وہ کئی بار دے چکے ہیں، ایم ایم عالم کا عالمی ریکارڈ وہ معجزہ ہے جو عام انسان شاید دوبارہ نہ دکھا سکے۔ آئی۔ ایس۔ آئی کا شمار بھی ہمیشہ ٹاپ سکس میں ضرور ہوا ہے۔ آج پاکستان اگر واحد اسلامی مملکت ہے جو ایٹمی طاقت رکھتی ہے تو اس میں بھٹو کا دماغ اور جنون، ڈاکٹر قدیر اور انکے دیگر ساتھوں کی ان تھک محنت کے علاوہ سب سے اہم مسلح افواج کا بھرپور ساتھ دینا ہے۔ جس میں آئی۔ ایس۔ آئی کا بہت کلیدی کردار ہے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ اس وقت ملک میں افواج پاکسان ہی واحد قومی ادارہ ہے جس نے خدانخواستہ کبھی تنزلی کا منہ نہیں دیکھا۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دور میں میڈیا کی اہمیت پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ دنیا بھر کی طرح پاکستان میں بھی میڈیا بھرپور طریقے سے پھیلا ہے۔ فوج کے علاوہ باقی تمام ادارے تباہ ہو رہے ہیں، مگر میڈیا نے گزشتہ کچھ برسوں میں بڑی تیزی سے ترقی کے زینے طے کیے

ہیں۔ آج پاکستانی میڈیا ایک اہم ستون کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ عوام کی سوچ بدلنے میں میڈیا کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ صحافت ایک بہت مقدس پیشہ ہے کیونکہ اس کا بنیادی اصول سچ بولنا، سچ لکھنا، سچ دکھانا ہے اور سچ کا ساتھ دینے کے ساتھ ساتھ سچ کا پرچار کرنا ہے۔ انفارمیشن کے ساتھ ساتھ انٹرٹینمینٹ بھی صحافت کا حصہ ہے۔ اس پیشے کا تعلق براہ راست عوام اور عوامی اداروں سے ہوتا ہے۔ اس میں بعض اوقات ایسے مواقع بھی آتے ہیں جب کسی صحافی کو جان کا خطرہ بھی لاحق ہو سکتا ہے یا جان سے مار بھی دیا جاتا ہے۔ گزشتہ دنوں نجی چینل کے ایک صحافی پر قاتلانہ حملہ ہوا جو قابل مذمت ہے۔ اس سے قبل بھی صحافیوں کے ساتھ ایسے واقعات پیش آ چکے ہیں جس میں کئی صحافی اپنی جان سے ہاتھ بھی دھو چکے ہیں۔ مگر آج تک ایسا ردعمل دیکھنے میں نہیں آیا۔ حملہ ہونے کے کچھ دیر بعد آئی۔ ایس۔ آئی پر الزام لگتے دیکھ کر ایسا محسوس ہوا کہ میں ''دوردرشن'' دیکھ رہا ہوں۔ ویسے دوردرشن نے ممبئی اٹیک پر بھی پاکستان پر الزام لگانے میں اتنی جلدی اور شدت نہیں دکھائی تھی۔ بینظیر بھٹو، کا قد حامد میر سے کہیں بڑا ہے، انہوں نے بھی تو کہا تھا کہ مجھے اگر کچھ ہو گیا تو اس کے ذمہ داران فلاں فلاں ہونگے۔ کیا میڈیا پر ایسا پرچار ہوا؟ حامد میر کو آخر آئی ایس آئی نے ہی کیوں نشانہ بنانا تھا؟ انہوں نے ایسا کیا کر دیا تھا؟ ہمارے سیاسی اکابرین کی طرح حامد میر بھی کبھی تو انہیں کا بندہ تھا۔ کیا یہ صحافت ہے؟ امریکی Edward Snowden نے اگر اپنی زبان کھولی تو اس نے ثبوت مہیا کیے، اس کے باوجود اسے ملک سے اپنی جان بچا کر روس میں اسائلم لینا پڑا۔ اس نے جو بتایا وہ برطانیہ میں شائع ہوا، امریکہ میں کسی نے اسے شائع کرنے کی جرات نہیں کی۔ حامد میر جس چینل کے لیے کام کرتے ہیں ان کی دیدہ دلیری دیکھ کر امریکہ میڈیا بزدل دکھائی دیا۔ فوج کے خلاف پرچار تو وہ پہلے ہی کر رہے ہیں مگر اب تو حد ہی پار کر دی۔ اس کا فائدہ کس نے اٹھانا ہے؟ آئی ایس آئی نے حامد میر کو مارنا ہوتو ان کے پاس بہت سے سائنٹیفک طریقے ہیں۔ حامد میر کی کئی لوگوں سے دشمنی ہو سکتی ہے، اب تو کراچی میں ٹارگٹ کلرز کا ریٹ بھی ہے اور راج بھی۔ کون جانے کس نے حامد میر کی سپاری دی ہے؟ یہ کام اب پولیس کا ہے کہ مجرم کا سراغ لگائے...... مگر پولیس، عدالتیں اور دیگر ادارے تو دم توڑ چکے ہیں اور مردے سے کیا امید؟ اس وقت پاک فوج اور میڈیا ہی ایسے ادارے ہیں جو زندہ لگ رہے ہیں۔ کیا یہ ان مضبوط اداروں کو آپس میں الجھا کر کمزور کرنے کی سازش تو نہیں؟ اس سازش کا آلہ کار کون کون ہے اور انکے کیا عزائم ہیں؟ فوج کو عوام کی نظر میں مشکوک کرنے کے ایجنڈے پر کون کام کر رہا ہے؟ ویسے سیاسی اکابرین اور چند میڈیا پرسن یہ جان لیں کہ سیاست میں منافقت تو ہو سکتی ہے مگر فوج میں موج نہیں۔ ورنہ کیپٹن صفدر فوج کی موج چھوڑ کر سیاست میں مستی کرنے نہ آتے۔ جیسا جرمنی میں پہلے یہ ہر نوجوان پر فرض تھا کہ اس نے بلوغت کی عمر تک کم از کم دو سال جرمن فوج میں ضرور رہنا ہے۔ فوجی ٹریننگ کے بعد اگر چاہیں تو وہ نوکری کریں، ورنہ سویلین بن کر اپنی مرضی سے باقی زندگی گزاریں۔ اس سے جرمنی کو یہ فائدہ ہوا کہ ہنگامی صورت حال میں ان کا ہر مرد فوج کے ساتھ مل کر لڑ سکتا تھا۔ اس کے ساتھ سب سے بڑا فائدہ یہ کہ فوج کا میکانیزم دیکھ کر، سخت ٹریننگ کرنے کے بعد زندگی میں کوئی بھی سویلین فوج کو برا نہیں سمجھتا اور نہ ہی یہ کہتا نظر آیا کہ فوج میں موج ہے۔ اگر فوج میں واقعی موج ہوتی تو سیاستدانوں کی اگلی نسل کاکول، رسالپور اور نیول اکیڈیمی سے پاس آؤٹ ہوتی نظر آتی......!!!

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن-سرے

sohailloun@gmail.com

21-04-2014.